انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخ

# ہماری زبان

ایڈیٹر :- آل احمد سرور

جلد ۱۶ | علی گڈھ - ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۷ ع | شمارہ ۳۹

## اردو رسم خط کی تبدیلی کا مسئلہ

از: حمید جمال - ایم . اے

ایک مدت سے اردو رسم الخط کی تبدیلی کا مسئلہ زیر غور ہے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے یکجا جمع کیا جائے تو شاید ہزاروں صفحات کی ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں مگر افسوس اتنا کچھ ہونے کے باوجود آج تک اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اب پھر یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ اس میں حصہ لینے والوں کے تین خاص گروہ ہیں اول وہ جو اردو کے موجودہ رسم الخط کے حامی ہیں اور زیادہ سے زیادہ چند معمولی تبدیلیاں کر کے۔ لکھنے کی آسانیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا گروہ چاہتا ہے کہ اردو کو ہندی رسم الخط میں لکھا جائے۔ تیسری جماعت رومن لیپی کو اختیار کر لینے کی حمایت کرتی ہے۔

جو لوگ اردو کے موجودہ رسم الخط کو بدلنا نہیں چاہتے وہ عام طور پر ان خدشات میں مبتلا ہیں کہ اگر رسم الخط بدل دیا گیا تو اردو کا مزاج بدل جائے گا الفاظ کی نوعیت بدل جائے گی۔ تلفظ کی نفاست ختم ہو جائے گی ان کے مادے کا پتہ لگانا مشکل ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر رسم الخط بدلا گیا تو کچھ تو کسی قدر ہو کر رہے گا لیکن اس قدر نہیں جتنا کہ مبالغہ کے ساتھ اظہار کیا جاتا ہے۔ مثال کے لئے ڈاکٹر براؤن کی مشہور کتاب A Literary History of Persia کا حوالہ دینا کافی ہوگا۔ عربوں کے ایران فتح کر لینے سے پہلے فارسی اپنے قدیم رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ تمام ایران اور فارسی بولنے والوں کے تمام علاقوں پر جب عربوں کی حکومت قائم ہو گئی تو وہاں کے باشندوں نے غالباً عربی رسم الخط کو اپنے رسم الخط سے بہتر پایا اور اسے ضروری اضافہ کے ساتھ اختیار کر لیا۔ ڈاکٹر براؤن اس تاریخی تبدیلی کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے "پرانے رسم الخط میں لکھے ہوئے کتبوں کو اگر موجودہ رسم الخط سے پڑھنے لکھنے والے فارسی داں کے سامنے پڑھا جائے تو وہ تقریباً کوئی فرق محسوس نہیں کرے گا" اس سے ثابت ہوا کہ جن خدشات کا اظہار کیا جاتا ہے وہ بہت حد تک بے بنیاد ہیں۔ پھر اس امر پر بھی غور کیا جائے کہ پرانے رسم الخط میں لکھی جانے والی فارسی کا کوئی شاعر اور کوئی مصنف اتنا مشہور نہیں ہوا جتنا کہ عربی رسم الخط اختیار کرنے اور عربی زبان کی اعانت حاصل کرنے کے بعد فارسی زبان کے شاعر اور مصنف مشہور ہوئے یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا شاعر شیکسپیر مانا جاتا ہے اور انگریزی زبان دنیا کے سات ملکوں کی مادری زبان ہے لیکن اس کی برسی صرف انگلینڈ میں منائی جاتی ہے۔ مگر فارسی کے مشہور شاعر خیام کی برسی نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ کے متعدد ممالک میں منائی جاتی ہے فردوسی کی بھی برسی دنیا کے کئی ممالک میں منائی جاتی ہے عوامی شاعر ہونے کے باعث نظامی گنجوی کی برسی ماسکو میں منائی جاتی ہے۔ سعدی شیرازی ساری دنیا میں سب سے بڑے معلم اخلاق شاعر اور مصنف تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اگر اردو کے لئے رومن رسم الخط اختیار کر لیا جائے اور علوم و فنون فلسفہ اور سائنس کی علمی اصطلاحوں کو جہاں تک ممکن ہے ترجمہ کر کے اور جہاں ممکن نہیں اسی طرح قبول کر لیا جائے تو اسے بھی بلند پایہ علمی درجہ نصیب ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ زبانوں کی جو رومن رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں، اعانت حاصل ہونے کے بعد اس کے شعراء اور ادباء بھی فارسی کے شعراء و ادبا کی طرح دنیا میں ناموری حاصل کر سکیں جس کے قوی امکانات ہیں۔

جو لوگ اردو رسم الخط کو ہندی جیسے ناقص رسم الخط سے بدلنا چاہتے ہیں۔ شاید انھوں نے صرف ہندستان اور اپنے محدود ماحول کو مدنظر رکھا ہے اور اس کا خیال نہیں رکھا کہ یہ مشینوں اور سائنس کا دور ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے دنیا کے حالات اور ممکنات مستقبل کو بھی نظر انداز کر دیا ہے یوں تو دنیا میں سیکڑوں زبانیں ہیں لیکن زمانۂ حاضرہ کے تمام علوم و فنون کتابی صورت میں دنیا کی چار زبانوں میں یعنی انگریزی جرمنی۔ فرینچ اور روسی زبان میں محفوظ ہیں یہ زبانیں رومن لیپی یا اس سے ملتے جلتے رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔ رومن رسم الخط کو اختیار کرنے اور علوم و فنون کی اصطلاحوں کو اپنانے سے ہم ان زبانوں سے قریب ہوجائیں گے اور آئندہ بھی ان سے خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔ جہاں تک ایجادات و انکشافات کا تعلق ہے دنیا کے تمام موجد و مکتشف عام طور پر انھیں زبانوں کے جاننے والے تھے طباعت واشاعت کی جو مشینیں بھی ایجاد ہوتی ہیں وہ انھیں زبانوں کے رسم الخطوں کے پیش نظر ہوتی ہیں اس لئے اگر ہم طباعت کی سہولت کے پیش نظر ان میں سے کوئی رسم الخط اختیار کرنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ رومن رسم الخط اختیار کریں گے۔ اس لئے کہ تاریخی واقعات کے نتیجے میں ہم اسی سے مانوس ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہمیں ٹائپ کی اور طباعت کی تمام سہولتیں میسر آجائیں گی۔ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ہندی رسم الخط اختیار کرنے پر بھی تو طباعت کی آسانیاں حاصل ہوجائیں گی۔ اس میں شک نہیں کہ کسی حد تک یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن ٹائپ کی وہ رفتار اور دوسری سہولتیں نہیں مل سکتیں جو رومن لیپی اختیار کر لینے پر ملیں گی۔ اس لئے کہ ہندی ٹائپ میں جو دقتیں ہیں اور جن کی وجہ سے کسی عبارت کے ٹائپ کرنے میں جو وقت برباد ہوتا ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایٹمی توانائی کی ایجاد کے باعث اگر یہ کہا جائے کہ یہ زمانہ سائنس کی ایک شاخ کیمسٹری کا زمانہ ہے تو درست ہوگا۔ سائنس کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ کیمسٹری میں مادوں کی خاص اصطلاحیں اور فارمولے ہیں جن کا ترجمہ تقریباً غیر ممکن ہے اس لئے کہ اگر آپ نے ترجمہ کیا تو کیمیا کے مساوات کی درستگی ناممکن ہو جائے گی۔ اگر ہم رومن رسم الخط میں اپنی زبان لکھنے لگیں اور سائنس اور کیمسٹری کی ضروری اصطلاحیں لے لیں تو اس زبان کے طالب علموں کے لئے سائنس کی تحصیل آسان ہو جائے گی ورنہ سائنس کی تحصیل کی آسانی کے لئے مجبوراً اردو کو چھوڑ کر دوسری زبان سیکھنی ہوگی۔ ــــــ دنیا کے حالات ONE WORLD AND ONE CULTURE کے امکانات کو مستحکم تر کرتے جا رہے ہیں اور مستقبل میں بقول علمائے مغرب ایسا ہو کر ہی رہے گا۔ کہ ساری دنیا کی ایک مرکزی حکومت ہوگی تمام ملکوں کی فوجی تنظیم ختم کر دی جائے گی تمام فوجیں مرکز کے ماتحت آجائیں گی۔ دنیا کے ممالک صرف اپنے اندرونی امن کی خاطر محدود تعداد میں پولیس رکھ سکیں گے اس طرح جنگ کے امکانات ختم ہوجائیں گے اور ایک دنیا اور ایک تہذیب کو پھولنے پھلنے کا موقع ملے گا اس وقت دنیا کی Lingua Franca بھی ایک یا زیادہ سے زیادہ دو۔ تین زبانیں ہوں گی۔ اور وہ یقیناً متذکرہ بالا چار زبانوں میں سے ہوں گی۔ چونکہ انگریزی زبان نہایت وسیع اور بلند پایہ زبان ہے اور دنیا میں اسے تقریباً ۲۲ کروڑ انسان جانتے ہیں۔ اس لئے یقینی طور پر مرکز کی زبانوں میں ایک زبان انگریزی بھی ہوگی۔ دنیا کے ہر گوشے کے لوگوں کو مرکز کی زبانوں میں سے کم از کم کوئی ایک زبان سیکھنا ضروری ہوگا اور ظاہر ہے کہ لوگ مرکز کی زبان اور مرکز کی تہذیب کو اختیار کرتے جائیں گے جس کے تجربے سے ہم برطانوی حکومت کے دور میں دوچار ہو چکے ہیں۔ انگریزی حکومت کے دور میں ہندستان کے بعض خاندانوں نے انگریزی زبان اور انگریزی تہذیب کو اس حد تک اپنایا کہ اپنی مادری زبانوں کو چھوڑ کر انگریزی زبان بطور مادری زبان کے اختیار کر لی بالکل اسی طرح مرکز کی زبان یا زبانوں کو دنیا کے لوگ اختیار کرنا شروع کر دیں گے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی بیشتر کمزور زبانیں ختم ہوجائیں۔ لیکن پھر بھی کچھ زبانیں اپنے خوبصورت لٹریچر اور اپنی بے پناہ شیرینی کے باعث زندہ رہ جائیں گی۔ چونکہ اردو زبان نہایت شیریں اور پیاری زبان ہے اس کا لٹریچر بڑا حسین ہے اور اپنے اندر نوخیز جوانی کی سی توانائی اور دلکشی رکھتا ہے اس کے بولنے والوں میں ایک خاص تہذیب اور شائستگی پائی جاتی ہے اسے دنیا میں تقریباً ۱۴ کروڑ انسان بطور اپنی مادری زبان کے استعمال کرتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اس لئے دنیا کی چند بڑی زبانوں کے ساتھ اس کے زندہ رہ جانے کے امکانات ہیں بشرطیکہ اس کے رسم الخط کو تبدیل کر کے رومن رسم الخط اختیار کر لیا جائے تاکہ اور فوائد کے ساتھ مغربی دنیا میں اس کے لئے پروان چڑھنا آسان ہو جائے۔ (باقی)

# انجمن کی خبریں

## شاخ جھنجھنوں (راجستھان)

(رپورٹ)

مقامی انجمن کے قیام کے بعد ویسے تو اُردو زبان اور ادب کے لئے معمولی رفتار سے کام ہوتا ہی رہا ہے۔ مگر اس سال سرکاری اسکولوں میں اُردو کے طلبہ کے داخلہ کی جو مہم شروع کی گئی اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ ان طلبہ کی پڑھائی کے انتظام کے لئے انجمن کا وفد جو وکیل سید علی نقوی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی صدر انجمن۔ منشی اظہر حسین فاروقی وکیل شکلانہ بساؤ اور حکیم داؤد علی میونسپل کمشنر پر مشتمل تھا۔ مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۵۷ء کو انسپکٹر محکمہ تعلیم سے ملا۔ انسپکٹر صاحب بڑے اخلاق سے پیش آئے اور وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور وعدہ فرمایا کہ ضلع کے جس اسکول میں طلبہ کی مقررہ تعداد ہوگی اُن کے لئے اُردو کی پڑھائی کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اور حسب وعدہ چند اسکولوں میں مثلاً گورنمنٹ پرائمری اسکول فتا اور جاباس میں اُردو پڑھانے کے لئے آرڈر کر دیئے گئے ہیں اور ٹیچرز کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے مگر صرف اُن ہی درجوں کے لئے کیا گیا ہے جن میں طلبہ کی تعداد دس سے زائد ہے اور پوری کلاس میں چالیس لڑکے ہیں

اگرچہ گورنمنٹ پرائمری اسکول سریاسر۔ دھنوری۔ منڈریلہ بساؤ۔ بھیم سر۔ تیج سر اور جھنجھنوں پرائمری اسکول ایسے ہیں جن میں انتظام ہو سکے گا۔

پھر بھی اس سلسلے میں انسپکٹر صاحب کو ڈائریکٹر صاحب کا وہ حکم بھی دکھایا گیا جس کے ذریعہ انھوں نے اُردو کے انتظام کی ہدایت فرمائی ہے۔ مگر انھوں نے اس کی وضاحت چاہی ہے ممکن ہے اور جگہ بھی اس قسم کی دقتوں کا سامنا ہو اس لئے صوبائی انجمن ڈائریکٹر محکمہ تعلیم سے اس کے لئے صاف اور واضح حکم جاری کرائے تو بہتر ہے کیونکہ مجموعی طور پر ۴۰ طلبہ تو پھر بھی مل سکتے ہیں۔ مگر ہر درجہ میں دس سے زائد کی تعداد ہونا مشکل ہے۔ بہر صورت یہ خوشی کی بات ہے کہ جہاں بھی پرائمری اسکولوں میں اُردو طلبہ کی تعداد پوری ہے وہاں اُردو کی پڑھائی کا انتظام ہو جائے گا۔

جامعہ اُردو علی گڑھ کے امتحانات کے لئے حسب سابق انجمن نے باقاعدہ شبینہ اسکول جاری کیا ہے۔ قریب ۳۰ اُمیدواران نے فارم بھرے ہیں۔ تین ٹیچر ان طلبہ کو پابندیٔ اوقات کے ساتھ تعلیم دیتے ہیں۔

مقامی مفید عام اسکول اور مسلم اسکول دونوں میں اُردو کی پڑھائی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ جہاں سے ہر سال کافی لڑکوں کو آگے کے درجات میں پڑھائی کے لئے داخل کرا دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اسکول محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ ہیں۔ اور ان کے لئے امداد حاصل کرنے کی کارروائی جاری ہے۔ انشاءاللہ ان میں سے ایک اسکول کو اس سال امداد ملنا شروع ہو جائے گی۔

ادارہ بزم ادب اس سلسلے میں پورے تعاون سے کام لے رہا ہے۔ اس ادارے نے اُردو کے کاز کو کافی بلند کیا ہے۔ زبان و ادب کی پبلسٹی کے لئے اس کے زیر اہتمام ہونے والے مشاعرے اور جلسے کافی ممد و معاون ثابت ہوئے ہیں۔ اس ادارے نے مذکورہ اسکولوں کی سرپرستی بھی فرمائی ہے۔ چونکہ یہ ادارہ راجستھان سرکار کے محکمہ جوائنٹ اسٹاک کمپنیز سے رجسٹرڈ ہے اس لئے ان اسکولوں کو کافی سہولت ملی ہے۔

انجمن کی معاون آزاد لائبریری جو بزم ادب کی زیر سرپرستی جاری ہے اس میں ساڑھے بارہ صد اُردو کتب کے علاوہ انگریزی اور ہندی کی بہت سی کتابیں ہیں نصاب کی بہت سی وہ کتابیں الگ ہیں جو شبینہ مدرسے میں جامعہ اُردو سینٹر کے امیدواروں کی تیاری کے لئے ہیں۔ یہ لائبریری بھی محکمہ تعلیم سے تسلیم شدہ ہے اور آئندہ سال سرکاری امداد کے لئے اس کا حساب پیش کیا جائے گا۔

## ساگر میں انجمن

ساگر میں ۲۹-ستمبر ۱۹۵۵ء کو سلام ساگری کی دعوت پر ایک غیر رسمی نشست ہوئی جس میں انجمن ترقی اردو کی شاخ کی ضرورت اور قیام کے بارے میں مندرجہ ذیل تجویز منظور ہوئی۔ ازاں بعد سلام ساگری نے ان کا کلام بھی سنایا۔

تجویز:-

(۱) باتفاق رائے یہ طے پایا کہ اردو زبان و ادب اور تہذیب کی بقاء و حفاظت ہمارا مادری فرض ہے اور اس چیز کے لئے یکجہتی کی اشد ضرورت ہے لہذا اس یکجہتی کو مضبوط بنانے کے لئے انجمن ترقی اردو ہند جیسے ملک گیر ادارے کے پیش کردہ لائحۂ عمل پر عمل پیرا ہونا ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ جلد سے جلد مذکورہ بالا انجمن کی شاخ قائم کرنے کے لئے جدوجہد شروع کردی جائے۔ اور ممبر سازی کے لئے صوبہ سے رسید بک طلب کرکے زیادہ سے زیادہ ممبر بنائے جائیں اور حسب قاعدہ مجلس منتظمہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

(۲) نتیجہ کمیٹی کا الحاق صوبہ سے کرایا جائے۔

مجید انجم ساگری

## انجمن ترقی اردو راجستھان

۲۹-ستمبر ۵۵ء کو بمقام جے پور انجمن کے دفتر واقع تسلیم منزل پر ریاستی شاخ کا اجلاس ۴ بجے شام زیر صدارت خان بہادر الطاف احمد صاحب خیری منعقد ہوا جس میں ارکان ساکنان جے پور کے علاوہ جودھ پور- ٹونک اور مال پورہ کے نمائندہ صاحبان نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں قرار پایا کہ اردو کی تعلیم کے لئے جو دستخطی مہم ریاستی شاخ نے شروع کی ہے وہ ۳۱ دسمبر ۵۵ء تک ضرور مکمل ہو جانی چاہئے۔ جمعیت علماء راجستھان نے اس سلسلہ میں جو تعاون کیا ہے وہ قابل تشکر ہے اور سکریٹری صاحب قابل مبارکباد۔ چونکہ کام کو پوری تیزی سے ختم کرنا ہے اس لئے سکریٹری صاحب جمعیۃ علماء راجستھان سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ ایک مزید سرکلر اپنی شاخوں کے نام جاری کردیں کہ یہ کام اندر میعاد ختم کر دیا جائے اسی طرح جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو راجستھان بھی اپنے کارکنوں اور شاخوں کو پابند کردیں کہ وہ ۳۱ دسمبر ۵۵ء تک فارموں کی تکمیل لازمی طور پر کردیں۔

انجمن ترقی اردو راجستھان کے دستور العمل کی دفعہ ۱ میں ترمیم کی گئی۔

دیگر انتظامی امور وغیرہ طے ہونے کے بعد ۶ بجے شام یہ جلسہ ختم ہوا۔ راجستھان میں ہزارہا کی تعداد میں طلبہ اردو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

جناب انجمن ترقی اردو اجمیر مولوی سید اعجاز علی صاحب اعجاز کو انجمن ترقی اردو راجستھان کا رکن قرار دیا گیا۔

## ریاستی شاخ بھوپال

جنرل سکریٹری مرکزی انجمن ترقی اردو ہند نے ریاستی ایڈہاک کمیٹی بھوپال کو بہ حیثیت عارضی ریاستی شاخ منظور کر لیا ہے یہ ایڈہاک کمیٹی نومبر میں متعلقہ شاخوں کا جلسہ کرکے مستقل ریاستی شاخ قائم کر دے گی۔

آج کل مدھیہ پردیش اور خاص شہر بھوپال میں ایڈہاک کمیٹی بڑے جوش و خروش کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اس ایڈہاک کمیٹی کا ایک جلسہ ۹- اکتوبر ۵۵ء کو منعقد ہوا تھا جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔

۱- ۱۲-۱۳-۱۴ نومبر ۵۵ء کو مدھیہ پردیش اردو کنونشن کے انعقاد کی تواریخ منظور کی گئیں۔

۲- جبل پور کی شاخ کا الحاق منظور کیا گیا۔ فیس آنے کے بعد سند الحاق روانہ کردی جائے۔

۳- فیصلہ کیا گیا کہ انجمن کے سرکاری ترجمان ہماری زبان کی خریداری کے لئے اردو دوست حضرات میں پوری کوشش کی جائے۔

۴- برہان پور کی انجمن کو خط کے ذریعے مطلع کر دیا جائے کہ مرکزی انجمن کی ہدایت کے مطابق آپ ہم سے اشتراک و تعاون فرمائیں۔

۵- استقبالیہ کمیٹی برائے مدھیہ پردیش کنونشن کے لئے کم سے کم ۲۰۰ ممبران کی تعداد مقرر کی گئی۔

۶- ۱۱- اکتوبر کی رات کو مسٹر ایم عرفان کے مکان دفتر مدھیہ پردیش ریاستی انجمن ترقی اردو ہند اردو کنونشن کی تیاری کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد کیا جائے۔

## راجستھان میں دستخطی مہم

راجستھانی انجمن ترقی اردو نے جو اردو کی تعلیم کے لئے فارم چھپوا کر شائع کئے ہیں اور راجستھان کے گوشے گوشے سے برائے تکمیل طلب کئے گئے ہیں ان کے لئے شاخ مذکور نے فیصلہ کیا ہے کہ ۳۱- دسمبر ۵۵ء تک مکمل ہو جائیں۔ چونکہ یہ اقدام بر وقت ہے اس لئے کارکن صاحبان کو پوری توجہ سے وقت مقررہ تک تکمیل کر دینی چاہئے تاکہ دلی کانفرنس کے عین بعد اس معاملہ کا بھی فیصلہ کرایا جاسکے۔

# انجمن کی خبریں

## شاخ جھنجھنوں (راجستھان)

(رپورٹ)

مقامی انجمن کے قیام کے بعد دیکھیے تو اُردو زبان اور ادب کے لئے معمولی رفتار سے کام ہوتا ہی رہا ہے۔ مگر اس سال سرکاری اسکولوں میں اُردو کے طلبہ کے داخلہ کی جو مہم شروع کی گئی اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ ان طلبہ کی پڑھائی کے انتظام کے لئے انجمن کا وفد جو وکیل سید علی نقوی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی صدر انجمن۔ منشی اظہر حسین فاروقی وکیل ٹھکانہ بساؤ اور حکیم داؤد علی میونسپل کمشنر پر مشتمل تھا۔ مورخہ ۲۵ رجولائی ۵۵ء کو انسپکٹر محکمہ تعلیم سے ملا۔ انسپکٹر صاحب بڑے اخلاق سے پیش آئے اور وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور وعدہ فرمایا کہ ضلع کے جس اسکول میں طلبہ کی مقررہ تعداد ہوگی اُن کے لئے اُردو کی پڑھائی کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اور حسب وعدہ چند اسکولوں میں مثلاً گورنمنٹ پرائمری اسکول نؤا اور جاباس میں اُردو پڑھانے کے لئے آرڈر کر دیئے گئے ہیں اور ٹیچرز کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے مگر صرف اُن ہی درجوں کے لئے کیا گیا ہے جن میں طلبہ کی تعداد دس سے زائد ہے اور پوری کلاس میں چالیس لڑکے ہیں

اگرچہ گورنمنٹ پرائمری اسکول سرہاسر۔ دھنوری۔ منڈریلہ بساؤ۔ بھیم سر۔ شیخ سر اور جھنجھنوں پرائمری اسکول ایسے ہیں جن میں انتظام ہو سکے گا۔

پھر بھی اس سلسلے میں انسپکٹر صاحب کو ڈائریکٹر صاحب کا وہ حکم بھی دکھایا گیا جس کے ذریعہ انھوں نے اُردو کے انتظام کی ہدایت فرمائی ہے۔ مگر انھوں نے اس کی وضاحت چاہی ہے ممکن ہے اور جگہ بھی اس قسم کی دقتوں کا سامنا ہو اس لئے صوبائی انجمن ڈائریکٹر محکمہ تعلیم سے اس کے لئے صاف اور واضح حکم جاری کرائے تو بہتر ہے کیونکہ مجموعی طور پر ۴۰ طلبہ تو پھر بھی مل سکتے ہیں۔ مگر ہر درجہ میں دس سے زائد کی تعداد ہونا مشکل ہے۔ بہر صورت یہ خوشی کی بات ہے کہ جہاں بھی پرائمری اسکولوں میں اُردو طلبہ کی تعداد پوری ہے وہاں اُردو کی پڑھائی کا انتظام ہو جائے گا۔

جامعہ اُردو علی گڑھ کے امتحانات کے لئے حسب سابق انجمن نے باقاعدہ شبینہ اسکول جاری کیا ہے۔ قریب ۳۰ اُمیدواران نے فارم بھرے ہیں۔ تین ٹیچر ان طلبہ کو پابندیٔ اوقات کے ساتھ تعلیم دیتے ہیں۔

مقامی مفید علم اسکول اور مسلم اسکول دونوں میں اُردو کی پڑھائی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ یہاں سے ہر سال کافی لڑکوں کو آگے کے درجات میں پڑھائی کے لئے داخل کرا دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اسکول محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ ہیں۔ اور ان کے لئے امداد حاصل کرنے کی کارروائی جاری ہے۔ انشاء اللہ ان میں سے ایک اسکول کو اس سال امداد ملنا شروع ہو جائے گی۔

ادارہ بزم ادب اس سلسلے میں پورے تعاون سے کام لے رہا ہے۔ اس ادارے نے اُردو کے کاز کو کافی بلند کیا ہے۔ زبان و ادب کی ہلپتی کے لئے اس کے زیر اہتمام ہونے والے مشاعرے اور جلسے کافی ممد و معاون ثابت ہوئے ہیں۔ اس ادارے نے مذکورہ اسکولوں کی سرپرستی بھی فرمائی ہے۔ چونکہ یہ ادارہ راجستھان سرکار کے محکمہ جائنٹ اسٹاک کمپنیز سے رجسٹرڈ ہے اس لئے ان اسکولوں کو کافی سہولت ملی ہے۔

انجمن کی معاون آزاد لائبریری جو بزم ادب کی زیر سرپرستی جاری ہے اس میں ساڑھے بارہ صد اُردو کتب کے علاوہ انگریزی اور ہندی کی بہت سی کتابیں ہیں نصاب کی بہت سی وہ کتابیں الگ ہیں جو شبینہ مدرسے میں جامعہ اُردو سینٹر کے امیدواروں کی تیاری کے لئے ہیں۔ یہ لائبریری بھی محکمہ تعلیم سے تسلیم شدہ ہے اور آئندہ سال سرکاری امداد کے لئے اس کا حساب پیش کیا جائے گا۔

## ساگر میں انجمن

ساگر میں ۱۹ ستمبر ۱۹۵۵ء کو سلام ساگری کی دعوت پر ایک غیر معمولی نشست ہوئی جس میں انجمن ترقی اردو کی شاخ کی ضرورت اور قیام کے بارے میں مندرجہ ذیل تجویز منظور ہوئی۔ ازاں بعد سلام ساگری سے ان کا کلام بھی سنا گیا۔

تجویز:-

(۱) باتفاق رائے یہ طے پایا کہ اردو زبان و ادب اور تہذیب کی بقا و حفاظت ہمارا اولین فرض ہے اور اس چیز کے لئے یکجہتی کی اشد ضرورت ہے لہٰذا اس یکجہتی کو مضبوط بنانے کے لئے انجمن ترقی اردو ہند جیسے ملک گیر ادارے کے پیش کردہ لائحہ عمل پر عمل پیرا ہونا ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ جلد سے جلد مذکورہ بالا انجمن کی شاخ قائم کرنے کے لئے جدوجہد شروع کر دی جائے۔ اور ممبر سازی کے لئے صوبہ سے رسید بک طلب کر کے زیادہ سے زیادہ ممبر بنائے جائیں اور حسب قاعدہ مجلس منتظمہ کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔

(۲) منتخبہ کمیٹی کا الحاق صوبہ سے کرایا جائے۔

مجید انجم ساگری

## انجمن ترقی اردو راجستھان

۲۹ ستمبر ۵۵ء کو بمقام جے پور انجمن کے دفتر واقع تسلیم منزل پر ریاستی شاخ کا اجلاس ۴ بجے شام زیر صدارت خان بہادر الطاف احمد صاحب خیری منعقد ہوا جس میں ارکان ساکنان جے پور کے علاوہ جودھ پور۔ ٹونک اور مال پورہ کے نمائندہ صاحبان نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں قرار پایا کہ اردو کی تعلیم کے لئے جو دستخطی مہم ریاستی شاخ نے شروع کی ہے وہ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۵ء تک ضرور مکمل ہو جانی چاہئے۔ جمعیت علماء راجستھان نے اس سلسلہ میں جو تعاون کیا ہے وہ قابل تشکر ہے اور سکریٹری صاحب قابل مبارکباد۔ چونکہ کام کو پوری تیزی سے ختم کرنا ہے اس لئے سکریٹری صاحب جمعیۃ علماء راجستھان سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ ایک مزید سرکلر اپنی شاخوں کے نام جاری کر دیں کہ یہ کام اندر میعاد ختم کر دیا جائے اسی طرح جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو راجستھان بھی اپنے کارکنوں اور شاخوں کو پابند کر دیں کہ وہ ۳۱ دسمبر ۵۵ء تک فارموں کی تکمیل لازمی طور پر کر دیں۔

انجمن ترقی اردو راجستھان کے دستور العمل کی دفعہ ۱۵ میں ترمیم کی گئی۔

دیگر انتظامی امور وغیرہ طے ہونے کے بعد ۶ بجے شام یہ جلسہ ختم ہوا۔ راجستھان میں ہزارہا کی تعداد میں طلبہ اردو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

جناب انجمن ترقی اردو اجمیر مولوی سید اعجاز علی صاحب اعجاز کو انجمن ترقی اردو راجستھان کا رکن قرار دیا گیا۔

## ریاستی شاخ بھوپال

جنرل سکریٹری مرکزی انجمن ترقی اردو ہند نے ریاستی ایڈہاک کمیٹی بھوپال کو بہ حیثیت عارضی ریاستی شاخ منظور کر لیا ہے یہ ایڈہاک کمیٹی نومبر میں متعلقہ شاخوں کا جلسہ کر کے مستقل ریاستی شاخ قائم کر دے گی۔

آج کل مدھیہ پردیش اور خاص شہر بھوپال میں ایڈہاک کمیٹی بڑے جوش و خروش کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اس ایڈہاک کمیٹی کا ایک جلسہ ۴۔ اکتوبر ۵۵ء کو منعقد ہوا تھا جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔

۱۔ ۱۲-۱۳-۱۴ نومبر ۵۵ء کو مدھیہ پردیش اردو کنونشن کے انعقاد کی تواریخ منظور کی گئیں۔

۲۔ جبل پور کی شاخ کا الحاق منظور کیا گیا۔ فیس آنے کے بعد سند الحاق روانہ کر دی جائے۔

۳۔ فیصلہ کیا گیا کہ انجمن کے سرکاری ترجمان ہماری زبان کی خریداری کے لئے اردو دوست حضرات میں پوری کوشش کی جائے۔

۴۔ برہان پور کی انجمن کو خط کے ذریعے مطلع کر دیا جائے کہ مرکزی انجمن کی ہدایت کے مطابق آپ ہم سے اشتراک و تعاون فرمائیں۔

۵۔ استقبالیہ کمیٹی برائے مدھیہ پردیش کنونشن کے لئے کم سے کم ۲۰۰ ممبران کی تعداد مقرر کی گئی۔

۶۔ ۱۰ اکتوبر کی رات کو مسٹر ایم عرفان کے مکان دفتر مدھیہ پردیش ریاستی انجمن ترقی اردو ہند اردو کنونشن کی تیاری کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد کیا جائے۔

## راجستھان میں دستخطی مہم

راجستھانی انجمن ترقی اردو نے جو اردو کی تعلیم کے لئے فارم چھپوا کر شائع کئے ہیں اور راجستھان کے گوشے گوشے سے برائے تکمیل طلب کئے گئے ہیں ان کے لئے شاخ ... نے فیصلہ کیا ہے کہ ۳۱ دسمبر ۵۵ء تک مکمل ہو جائیں چونکہ یہ اقدام بروقت ہے اس لئے کارکن صاحبان کو پوری توجہ سے وقت مقررہ تک تکمیل کر دینی چاہئے تاکہ دلی کانفرنس کے عین بعد اس معاملہ کا بھی فیصلہ کرایا جا سکے۔

# مُراسِلات

## ٹائپ کی ضرورت

ہماری زبان اور انجمن ترقی اُردو ـــ اُردو زبان کی بقا کے لئے ایک عظیم کام کر رہی ہے۔ جو ہر طرح قابلِ تحسین و آفرین ہے۔ اللہ کرے اہلِ انجمن ثابت قدم رہیں۔

اُردو حالانکہ دنیا کی تیسری سب سے بڑی زبان ہے مگر اس کا طریقہ طباعت بڑا فرسودہ اور مشکل ہے۔ اس لئے اس کو ٹائپ رائٹروں اور آسان پریس ٹائپ کی اشد ضرورت ہے۔

پاکستان میں چند ماہنامے اور ایک دو اداروں کی کتابیں اُردو ٹائپ میں شائع ہوتی ہیں مگر اُردو ٹائپ اس وقت تک قبولِ عام کی سند حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ ہفت روزے اور روزنامے ٹائپ میں شائع ہونے نہ شروع ہو جائیں اور یہ کام کوئی انجمن ہی کر سکتی ہے۔ اشتہارات کے لئے پرچہ نکالنے والے بے حس لوگ اس عظیم کام کے اہل ہرگز نہیں ہیں۔

کیا انجمن ترقی اُردو اپنے ہفت روزہ کو "اُردو ٹائپ" میں شائع کرنے کی پہل کرے گی۔ اگر ایسا ہو سکے تو "ہماری زبان" اور "انجمن ترقی اُردو ہند" کا نام اُردو کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے تحریر کیا جائے گا۔ اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

اُردو زبان کا ایک بہی خواہ ـــ خلیل احمد۔ لاہور (پاکستان)

## ٹونک میں یومِ عاشق

استاد الشعراء جانشین داغ حضرت عاشق ٹونکی کی یاد میں ۲؍اکتوبر کو کل ہند مشاعرہ کمیٹی کی جانب سے ایک مشاعرہ و مناظرہ کا دلچسپ پروگرام پیش کیا گیا۔ اس یادگار تقریب کی صدارت مولوی سید حامد علی صاحب ناقد نقوی ایم۔اے نے فرمائی۔ مشاعرہ میں نہایت دلچسپ تقریریں کی گئیں اور مقالے پڑھے گئے۔ مقررین و مقالہ نگار حضرات میں جناب مولانا حکیم سید ظہیر احمد صاحب برکاتی۔ مولانا سید قاضی الاسلام صاحب صاحبزادہ امداد علی خاں صاحب نظر۔ عبد البصیر صاحب بصر اور حبیب الرحمن خاں صاحب ایڈوکیٹ صدر انجمن ترقی اُردو ٹونک کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ شعرائے کرام نے نظمیں غزلیں اور قطعات پڑھ کر جناب عاشق مرحوم کی یاد تازہ کی۔

منظور الحسن برکاتی (ناظم نشر و اشاعت مشاعرہ کمیٹی)
سکریٹری انجمن ترقی اُردو ٹونک

## سندیلہ میں یومِ خواجہ میر دردؔ

۱۰؍ستمبر ۵۷ء کو انجمن ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ کی جانب سے یومِ حضرت خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمہ دہلوی بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ آپ کی حیات اور شاعری کے متعلق مقالات پڑھے گئے۔ جن میں حسبِ ذیل حضرات کے مقالے خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ حالاتِ زندگی از شمس الحسن سکریٹری نشر و اشاعت انجمن ترقی اُردو شاخ سندیلہ۔
۲۔ خواجہ صاحب کے تلامذہ از سید محمد اقبال متعلم انٹر کالج سندیلہ۔
۳۔ خواجہ صاحب کے کلام کی خصوصیات اور مختلف ناقدین کی رائیں از جناب نفیس سندیلوی صدر جلسہ۔

اس کے بعد ایک طرحی مشاعرہ خواجہ صاحب کے مصرعۂ طرح پر منعقد ہوا۔ ع

"میرے پاس تو یہی ایک تھا یہ دکانِ شیشہ گراں نہیں"

سندیلہ کے تمام شعرا حضرات نے شرکت فرمائی۔

نظام صاحب۔ حیرت صاحب۔ منشی چندرکا پرشاد صاحب راز۔ غبار صاحب۔ مختار احمد صاحب نظر۔ شمس الحسن شمس۔ فضل رحیم صاحب وحید۔ محمد نصیر صاحب نصیر۔ حکیم رئیس الاطبا چودھری عبد المجید صاحب شفق جنرل سکریٹری انجمن ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ۔ بسمل صاحب سندیلوی۔ جناب نفیس صاحب سندیلوی۔ سب سے آخر میں حضرت خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمہ کی غزل نصیر صاحب نے اپنے خاص ترنم سے پڑھی۔

شمس سندیلوی سکریٹری نشر و اشاعت ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ

## سنبھل میں مشاعرہ

نیشنل لائبریری کی منیجنگ کمیٹی نے باتفاق طے کیا ہے کہ

نیشنل لائبریری کی دوسری سالگرہ کے موقع پر ۲۲ر جنوری ۵۶ء کو ایک آل انڈیا مشاعرہ منعقد کیا جائے۔ جس میں باہر سے شعرائے کرام بلائے جائیں اور سال گذشتہ سے بہتر پیمانے پر مشاعرہ منعقد کیا جائے۔

## انجمن معراج ادب

انجمن معراج ادب گورکھپور کی سب کمیٹی کی ایک مخصوص ادبی نشست بصدارت جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری منعقد ہوئی۔ جس میں ایک کمیٹی ۱۴ر اکتوبر ۵۵ء تک دستور العمل ترتیب دینے کی مناکی گئی۔

---

انجمن معراج ادب کے ایک جلسے میں تعلیم بالغان کے لئے ایک کمیٹی حسب ذیل حضرات پر مشتمل ترتیب دی گئی۔ ۱۔ جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری۔ ۲۔ جناب سید نجم الدین صاحب۔ ۳۔ جناب محمد شریف صاحب۔ ۴۔ جناب دل شاد عالم صاحب۔ ۵۔ جناب راحت حسین خاں صاحب یوسف زئی۔ اور مورخہ ۲ر اکتوبر ۵۵ء کو جناب حیات اللہ صاحب انصاری ایڈیٹر قومی آواز لکھنؤ کو ۶½ بجے شب جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری کے احاطہ محلہ ترکمانی پور خورد گورکھپور میں مدرسہ تعلیم بالغان کا افتتاح فرمائیں گے۔

راحت حسین خاں یوسف زئی جنرل سکریٹری انجمن معراج ادب گورکھپور



# نئی کتابیں

### انجمن ترقی اردو ہند کی مطبوعات

۱۔ ترقی پسند ادب نیا اڈیشن سردار جعفری
۲۔ مقالات حالی اول حالی
۳۔ چند ہم عصر مولوی عبدالحق
۴۔ اردو صرف و نحو مولوی عبدالحق
۵۔ انتخاب کلام وحید (نیا اڈیشن)

زیر طبع کتابیں:۔

۱۔ تنقیدیں ڈاکٹر خورشید الاسلام
۲۔ ہندوستانی اخبار نویسی۔ محمد عتیق صدیقی
۳۔ تذکرہ شعرائے جے پور مولوی احترام الدین
۴۔ انتخاب کلام ظفر مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی
۵۔ شکنتلا۔ کالی داس۔ ترجمہ قدسیہ زیدی
۶۔ آئینہ حقیقت۔ پنڈت حبیب الرحمن شاستری
۷۔ دیوان غالب۔ مرتبہ امتیاز علی عرشی

### بک لینڈ۔ مال روڈ۔ لاہور

۱۔ اُجلے پھول افسانے اشفاق احمد
۲۔ انتخاب دیوان سودا ڈاکٹر وحید قریشی
۳۔ آتش خاموش (ناول) خواجہ محمد شفیع

زیر طبع کتابیں:۔

۱۔ کمین گاہ (ناول) شوکت صدیقی
۲۔ سوتے جاگتے " ذور جلال
۳۔ غزلیں (مجموعہ غزلیات) شہرت بخاری
۴۔ جھومر (گیتوں کا مجموعہ) قتیل شفائی
۵۔ مقالات سید عابد علی عابد
۶۔ ہمارے تعلیمی مسائل۔ محمد عبدالعزیز

### مکتبۂ اردو۔ سرکلر روڈ۔ لاہور

۱۔ داستان فلسفہ (اسٹوری آف فلاسفی کا ترجمہ) از سید عابد علی عابد
۲۔ نظام سقہ (ڈرامے) ممتاز مفتی
۳۔ سقراط (زندگی و فلسفہ)

زیر طبع:۔

۱۔ ستون (ڈرامے) مرزا ادیب
۲۔ غرناطہ کے جلا وطن (ناول) اے حمید
۳۔ داستان فلسفہ (دوسری جلد)
۴۔ ۱۹۵۵ء کا بہترین ادب۔
۵۔ دنیا کے بہترین ڈرامے مرتبہ خلیل

# مُراسلات

## ٹائپ کی ضرورت

ہماری زبان اور انجمن ترقی اُردو ــــ اُردو زبان کی بقا کے لئے ایک عظیم کام کر رہی ہے۔ جو ہر طرح قابل تحسین و آفرین ہے۔ اللہ کرے اہل انجمن ثابت قدم رہیں۔

اُردو حالانکہ دنیا کی تیسری سب سے بڑی زبان ہے مگر اس کا طریقہ طباعت بڑا فرسودہ اور مشکل ہے۔ اس لئے اس کو ٹائپ رائٹروں اور آسان پریس ٹائپ کی اشد ضرورت ہے۔

پاکستان میں چند ماہنامے اور ایک دو اداروں کی کتابیں اُردو ٹائپ میں شائع ہوتی ہیں مگر اُردو ٹائپ اس وقت تک قبول عام کی سند حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ ہفت روزے اور روزنامے ٹائپ میں شائع ہونے نہ شروع ہو جائیں اور یہ کام کوئی انجمن ہی کر سکتی ہے۔ اشتہارات کے لئے پرچہ نکالنے والے بے حس لوگ اس عظیم کام کے اہل ہرگز نہیں ہیں۔

کیا انجمن ترقی اُردو اپنے ہفت روزہ کو "اردو ٹائپ" میں شائع کرنے کی پہل کرے گی۔ اگر ایسا ہو سکے تو "ہماری زبان" اور "انجمن ترقی اُردو ہند" کا نام اُردو کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے تحریر کیا جائے گا۔ اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

اُردو زبان کا ایک بہی خواہ ــــ خلیل احمد۔ لاہور (پاکستان)

## ٹونک میں یوم عاشق

استاد الشعراء جانشین داغ حضرت عاشق ٹونکی کی یاد میں ۱۰ر اکتوبر کو کل ہند مشاعرہ کمیٹی کی جانب سے ایک مشاعرہ و مناظرہ کا دلچسپ پروگرام پیش کیا گیا۔ اس یادگار تقریب کی صدارت مولوی سید حامد علی صاحب ناقد نقوی ایم۔ اے نے فرمائی۔ مناظرہ میں نہایت دلچسپ تقریریں کی گئیں اور مقالے پڑھے گئے۔ مقررین و مقالہ نگار حضرات میں جناب مولانا حکیم سید ظہیر احمد صاحب برکاتی۔ مولانا سید قاضی الاسلام صاحب صاحبزادہ امداد علی خاں صاحب نظر۔ عبد المبیر صاحب بقر اور حبیب الرحمن خاں صاحب ایڈوکیٹ صدر انجمن ترقی اُردو ٹونک کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ شعرائے کرام نے نظمیں غزلیں اور قطعات پڑھ کر جناب عاشق مرحوم کی یاد تازہ کی۔

منظور الحسن برکاتی (ناظم نشر و اشاعت مشاعرہ کمیٹی)
سکریٹری انجمن ترقی اُردو ٹونک

## سندیلہ میں یوم خواجہ میر دردؔ

۲۰ر ستمبر ۵۵ء کو انجمن ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ کی جانب سے یوم حضرت خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمہ دہلوی بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ آپ کی حیات اور شاعری کے متعلق مقالات پڑھے گئے۔ جن میں حسب ذیل حضرات کے مقالے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حالات زندگی از شمس الحسن سکریٹری نشر و اشاعت انجمن ترقی اُردو شاخ سندیلہ۔

۲۔ خواجہ صاحب کے "تلامذہ" از سید محمد اقبال متعلم انٹر کالج سندیلہ۔

۳۔ خواجہ صاحب کے کلام کی خصوصیات اور مختلف ناقدین کی رائیں از جناب نفیسؔ سندیلوی صدر جلسہ۔

اس کے بعد ایک طرحی مشاعرہ خواجہ صاحب کے مصرعۂ طرح پر منعقد ہوا۔ ع

"میرے پاس تو وہی ایک تھا یہ دکان شیشہ گراں نہیں"

سندیلہ کے تمام شعرا حضرات نے شرکت فرمائی۔

نظام صاحب۔ حیرتؔ صاحب۔ منشی چندر کا پرشاد صاحب رازؔ۔ مختار صاحب۔ مختار احمد صاحب نظرؔ۔ شمس الحسن شمسؔ۔ فضل رحیم صاحب وحیدؔ۔ محمد نصیر صاحب نصیرؔ۔ حکیم رئیس الاطبا چودھری عبد المجید صاحب شفقؔ جنرل سکریٹری انجمن ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ۔ بسملؔ صاحب سندیلوی۔ جناب نفیسؔ صاحب سندیلوی۔ سب سے آخر میں حضرت خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمہ کی غزل نصیرؔ صاحب نے اپنے خاص ترنم سے پڑھی۔

شمسؔ سندیلوی سکریٹری نشر و اشاعت ترقی اُردو ہند شاخ سندیلہ

## سنبھل میں مشاعرہ

نیشنل لائبریری کی مینیجنگ کمیٹی نے باتفاق طے کیا ہے کہ

نیشنل لائبریری کی دوسری سالگرہ کے موقع پر ۲۲ر جنوری ۵۶ء کو ایک آل انڈیا مشاعرہ منعقد کیا جائے۔ جس میں باہر سے شعرائے کرام بلائے جائیں اور سال گذشتہ سے بہتر پیمانے پر مشاعرہ منعقد کیا جائے۔

## انجمن معراج ادب

انجمن معراج ادب گورکھپور کی سب کمیٹی کی ایک مخصوص ادبی نشست بصدارت جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری منعقد ہوئی۔ جس میں ایک کمیٹی ۱۳ر اکتوبر ۵۵ء تک دستور العمل ترتیب دینے کی مشائی گئی۔

---

انجمن معراج ادب کے ایک جلسے میں تعلیم بالغان کے لئے ایک کمیٹی حسب ذیل حضرات پر مشتمل ترتیب دی گئی۔
۱۔ جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری۔ ۲۔ جناب سید نجم الدین صاحب۔ ۳۔ جناب محمد شریف صاحب۔ ۴۔ جناب دل نثار عالم صاحب۔ ۵۔ جناب راحت حسین خاں صاحب یوسف زئی۔ اور مورخہ ۲۰ر اکتوبر ۵۵ء کو جناب حیات اللہ صاحب انصاری ایڈیٹر "قومی آواز" لکھنؤ کو ۶½ بجے شب جناب مولوی عبدالحنان صاحب مظاہری کے احاطہ محلہ قاضی پور خورد گورکھپور میں مدرسہ تعلیم بالغان کا افتتاح فرمائیں گے۔

راحت حسین خاں یوسف زئی جنرل سکریٹری انجمن معراج ادب گورکھپور

### انجمن کی چند ادبی کتابیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ پرچھائیاں | آصف علی | ۴ر۰۰ | روپے |
| ۲۔ حیات اجمل | قاضی عبدالغفار | ۸ر۰۰ | " |
| ۳۔ حیات سرسید | نورالرحمن | ۳ر۲۵ | " |
| ۴۔ احوال غالب | مرتبہ مختارالدین آرزو | ۰۰ ر ۹ | " |
| ۵۔ نقد غالب | " " | ۱۰ر۰۰ | " |
| ۶۔ محاسن کلام غالب | ڈاکٹر بجنوری | ۱ر۲۵ | " |
| ۷۔ انتخاب جدید | آل احمد سرور | ۳ر۰۰ | " |
| ۸۔ ادبی تذکرے حصہ ۱ | کشن پرشاد کول | ۲ر۵۰ | " |
| ۹۔ " " حصہ ۲ | " " | ۲ر۵۰ | " |
| ۱۰۔ یادگار حالی | صالحہ عابد حسین | ۲ر۲۵ | " |

انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

## نئی کتابیں

### انجمن ترقی اردو ہند کی مطبوعات

۱۔ ترقی پسند ادب نیا اڈیشن سردار جعفری
۲۔ مقالات حالی اول حالی
۳۔ چند ہم عصر مولوی عبدالحق
۴۔ اردو صرف و نحو مولوی عبدالحق
۵۔ انتخاب کلام وجد (نیا اڈیشن)

زیر طبع کتابیں:۔
۱۔ تنقیدیں ڈاکٹر خورشید الاسلام
۲۔ ہندوستانی اخبار نویسی۔ محمد عتیق صدیقی
۳۔ تذکرہ شعرائے جے پور مولوی احترام الدین
۴۔ انتخاب کلام ظفر مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی
۵۔ شکنتلا۔ کالی داس۔ ترجمہ قدسیہ زیدی
۶۔ آئینہ حقیقت۔ پنڈت حبیب الرحمن شاستری
۷۔ دیوان غالب۔ مرتبہ امتیاز علی عرشی

### بک لینڈ۔ مال روڈ۔ لاہور

۱۔ اجلے پھول افسانے اشفاق احمد
۲۔ انتخاب دیوان سودا ڈاکٹر وحید قریشی
۳۔ آتش خاموش (ناول) خواجہ محمد شفیع

زیر طبع کتابیں:۔
۱۔ کمین گاہ (ناول) شوکت صدیقی
۲۔ سوتے جاگتے " انور جلال
۳۔ غزلیں (مجموعہ غزلیات) شہرت بخاری
۴۔ جھومر (گیتوں کا مجموعہ) قتیل شفائی
۵۔ مقالات سید عابد علی عابد
۶۔ ہمارے تعلیمی مسائل۔ محمد عبدالعزیز

### مکتبۂ اردو۔ سرکلر روڈ۔ لاہور

۱۔ داستان فلسفہ (دسٹوری آف فلاسفی کا ترجمہ) از سید عابد علی عابد
۲۔ نظام سقہ (ڈرامے) ممتاز مفتی
۳۔ سقراط (زندگی و فلسفہ)

زیر طبع:۔
۱۔ ستون (ڈرامے) مرزا ادیب
۲۔ غرناطہ کے جلا وطن (ناول) اے حمید
۳۔ داستان فلسفہ (دوسری جلد)
۴۔ ۱۹۵۵ء کا بہترین ادب
۵۔ دنیا کے بہترین ڈرامے مرتبہ خلیل

# بمبئی میں اُردو صحافت کا ابتدائی دور

مخدوم سیتاپوری

(بہ سلسلہ گذشتہ)

اس فہرست میں کئی اخبارات اور رسالے ایسے بھی ہیں جن کا ذکر چودھری صاحب نے اپنے اس مضمون میں کیا ہے نہ اختر الدولہ کے یہاں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔ کریم الاخبار (۱۸۴۳ء) معدن الفیض (۱۸۵۲ء) کاشف الاخبار (۱۸۶۱ء) منظور الاخبار (۱۸۶۱ء) حدیقۃ الاخبار (۱۸۶۴ء) فرحت الاخبار (۱۸۶۵ء) کا ذکر اختر شہنشاہی میں نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ اخبارات اختر الدولہ کو کتاب کی ترتیب و تدوین کے وقت دستیاب نہ ہوئے ہوں جس طرح ماسٹر رام چندر دہلوی کے رسالہ "خیرخواہ ہند" کے پرچے تو ان کی لائبریری میں تھے مگر اس رسالے کے ذکر سے ان کی کتاب خالی نظر آتی ہے۔

"تحفۂ سرور" کے سن اجرا میں بھی اختلاف ہے۔ چودھری صاحب نے اس کا سن اجرا ۱۸۸۵ء لکھا ہے اور اختر الدولہ نے ۱۸۸۹ء۔ اس کے علاوہ انیسویں صدی کے آخری دور میں بمبئی سے بکثرت ایسے اخبارات و رسائل نکلتے تھے جن کا نام و نشان بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ انھیں گم گشتہ اخبارات میں میرے پاس کچھ شمارے روزانہ "سلطان الاخبار" اور اخبار "مظلوم دکن" کے موجود ہیں جو ۱۸۹۰ء میں نکلتے تھے۔ فل سکیپ سائز کے یہ اخبارات چار صفحات پر شائع ہوتے تھے۔ "سلطان الاخبار" کے ایڈیٹر و مالک حکیم عبدالحمید فرخ آبادی تھے۔ اور "مظلوم دکن" عظیم آبادی کی ملکیت تھا جو غالباً حیدرآباد دکن کے رہنے والے تھے اور اس اخبار کے اجراء کا مقصد ریاست حیدرآباد کی اندرونی سیاست پر اثر انداز ہونا تھا۔

۱۹۰۴ء میں "پیسہ اخبار" کے مولوی محبوب عالم مرحوم نے "فہرست اخبارات ہند" کے نام سے ۸۴ صفحے کی جو کتاب چھاپی تھی اس میں بھی اُردو کے چند اخبارات کا حوالہ دیا گیا ہے اور یہ اخبارات وہی ہیں جو ۱۹۰۰ء سے پہلے جاری ہو چکے تھے مثلاً "کاشف الاخبار" : مولوی محبوب عالم نے لکھا ہے۔

"کاشف الاخبار (اُردو) گرگام بمبئی سے ہر جمعرات کو شائع ہوتا ہے سالانہ قیمت بارہ روپیہ۔

مقصد :- عام اور سائنٹفک خبریں۔" (ص ۵۹

فہرست اخبارات ہند)

اس کتاب میں زیادہ تر انگریزی۔ مراٹھی۔ گجراتی اور بنگالی اخبارات کے نام نظر آتے ہیں۔ اُردو اخبارات بہت ہی کم ہیں۔ یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی محبوب عالم جیسا تجربہ کار صحافی اُردو اخبارات سے بے خبر ہوگا۔ یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اس دور کے "برٹش پروپیگنڈے" سے مرعوب ہو گئے تھے اور انھوں نے اپنی جگہ پر یہ طے کر لیا تھا کہ اُردو صحافت کو ابھی معیاری صحافت کا درجہ حاصل نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ۸۴ اخبارات کی اس طویل فہرست میں بمبئی کے دو ہی چار اخبار نظر آتے ہیں۔ اور ان میں بھی بعض اس خصوصیت کی وجہ سے کہ وہ "نیم انگریزی" تھے۔

۱۔ انڈین ٹکسٹائل جرنل — (انگریزی اور ورناکیولر) بمبئی سے ماہوار شائع ہوتا ہے.... ٹکسٹائل اور انجنیری دستکاریوں کا ایک عمدہ رسالہ ہے۔

۲۔ بمبئی پنچ (باتصویر) بھنڈی بازار بمبئی سے ہر سوموار کو اردو میں شائع ہوتا ہے۔

(ہفتہ وار) ۱۸۹۳ء سے جاری ہے۔

ڈاکٹر گارساں دتاسی ۱۸۶۳ء میں "برہم گوپال پرکاش" کے متعلق لکھتے ہیں۔

"بمبئی کا اُردو اخبار جس کا مسلک وحدت پرستی ہے" :

گارساں نے صوبہ بمبئی کی صحافت کا ذکر کرتے ہوئے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان سے پتہ چلا ہے کہ ۱۸۶۹ء تک بمبئی سے (۳۳) انگریزی اخبارات (۸۱) دیسی اخبارات

(۹۰) نیم انگریزی اور نیم دیسی اخبارات شائع ہوتے تھے. جن کی تعداد ۱۸۸۰ء تک یقیناً دوگنی ہوگئی ہوگی کیونکہ ۱۸۸۰ء کے بعد جب ہندوستان کے سیاسی حالات میں ٹھہراؤ پیدا ہوا تو ہندوستان بھر میں صحافت کا مذاق عام ہوگیا اور ہر چھوٹے بڑے شہر سے دیسی زبانوں میں اخبارات شائع ہونے لگے تھے۔

اب میں بمبئی کے صحافتی مذاق پر بھی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، جس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ صحافت کے ابتدائی دور میں بمبئی کا صحافتی شعور اتنا پختہ ہوچکا تھا کہ "اینگلو انڈین پریس" کی اس چیخ پکار سے وہ بھی متاثر نہیں ہوا جو اس زمانے میں اردو اخبارات کے خلاف برپا تھی۔

روزنامہ "سلطان الاخبار" ۲ جولائی ۱۸۹۶ء کا ایک اداریتی نوٹ ملاحظہ ہو جس کا عنوان ہے: "اردو اخبارات اور گورنمنٹ کی بدگمانی":

"یہ تو میں کسی طرح نہیں کہہ سکتا کہ اردو اخبارات عالی دماغ گورنمنٹ کی نگاہوں میں ذرا بھی قابل وقعت ہوسکتے ہیں کیونکہ ان کے مہتمم دیسی لوگ ہیں اور "دیسیوں کا اعتبار" "پردیسیوں" کے نزدیک ذرا مشکل بات ہے۔ اگر یہ اخبارات انگریزی اخبارات کے لکیر کے فقیر بن جائیں تب بھی یہی عذر ہوگا کہ تحریر میں "دیسیت" کی بو آتی ہے۔ دیسی اخبارات کی نسبت "بمبئی گزٹ" نے بہت کچھ زہر اُگلا ہے اور غضب یہ کیا کہ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکا۔ میرا یہ کہنا تو غالباً گورنمنٹ عالیہ کے نزدیک بے جا نہ ہوگا کہ یہ تحریر سراسر ہٹ دھرمی اور تعصب پر مبنی ہے۔"

(سلطان الاخبار جلد ۱۰)

اسلام پور ضلع ستارا کے مرہٹی اخبار "پراتودا" کے ایڈیٹر مسٹر رام چندر نرائن کشلکر اور مالک اخبار کرشنا جی ہرملکر کی گرفتاری کا ذکر کرتے ہوئے ("خود مختار" اس کو کہتے ہیں) یہ خبر شائع کی گئی ہے۔

"مسٹر کرشنا جی ہرملکر اور مسٹر رامچندر نرائن کشلکر بحکم گورنمنٹ مسٹر رابرٹ ٹیلر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس "ستارا" نے زیر دفعہ ۱۲۴۔ تعزیرات ہند حرف (الف) ۱۹ مئی ۱۸۹۶ء کے اخبار مذکور میں خود مختاری کی تیاریوں کا مضمون شائع کرنے کے جرم میں گرفتار کیا۔"

(سلطان الاخبار۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۶ء جلد ۱۰ صـ۵۲)

(باقی)

# کتابیں ملیں

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

## ہمارے نئے سکے

ناشر:- پبلیکیشنز ڈویژن، دہلی۔ حجم:- [illegible] صفحات ۳۰۔ قیمت چار آنے۔ کاغذ اچھا۔

## اسلامی کتب خانوں کی سیر

مصنف:- محمد زبیر۔ حجم [illegible] صفحات ۳۸۔ قیمت ایک روپیہ۔ کاغذ معمولی۔

## بیگمات اودھ

مصنف:- شیخ تصدق حسین۔ ناشر:- کتاب نگر۔ لکھنؤ۔ حجم [illegible] صفحات ۲۸۷۔ قیمت تین روپے۔ کاغذ اچھا۔



طابع و ناشر پرنٹر و پبلشر نے ... پریس علی گڑھ میں چھپوا کر مرکزی انجمن ترقی اردو سلطان جہاں منزل سے شائع کیا۔